جاوید احمد غامدی

ترجمہ و تحقیق: ڈاکٹر محمد عامر گزدر

علامات قیامت

(۹)

زمین کا جانور

—— ۱ ——

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:[۱] «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ فَتَسِمُ النَّاسَ عَلَى خَرَاطِيمِهِمْ، ثُمَّ يَغْمُرُونَ[۲] فِيكُمْ حَتَّى يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْبَعِيرَ، فَيَقُولُ:[۳] مِمَّنْ اشْتَرَيْتَهُ؟ فَيَقُولُ: اشْتَرَيْتُهُ مِنْ أَحَدِ الْمُخَطَّمِينَ[۴]».

وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ:[۵] قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ فَتُوسِمُ النَّاسَ عَلَى خَرَاطِيمِهِمْ فَتَبْيَضُّ وُجُوهُ الْمُؤْمِنِينَ، وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ الْمُنَافِقِينَ، وَيَمْتَازُ هَؤُلَاءِ عَنْ هَؤُلَاءِ، ثُمَّ يَمُرُّونَ بَعْدَ ذٰلِكَ حَتَّى يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ، فَيُقَالُ لَهُ: مِمَّنِ اشْتَرَيْتَهُ؟ فَيَقُولُ:

مِنْ أَحَدِ الْمُخَرْطَمِينَ».

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین کا جانور نکلے گا[1] تو وہ لوگوں کی ناک پر نشان لگا دے گا[2]۔ پھر ایسے نشان زدہ لوگ تم میں بہت ہو جائیں گے، یہاں تک کہ آدمی ایک اونٹ خریدے گا اور کوئی اُس سے پوچھے گا کہ یہ اونٹ تم نے کس سے خریدا ہے؟ وہ جواب میں کہے گا: میں نے یہ نشان زدہ لوگوں میں سے ایک شخص سے خریدا ہے۔

اِنھی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین کا جانور نکلے گا تو لوگوں کو اُن کے ناک پر گود کر نشان لگا دے گا، جس کے نتیجے میں مومنین کے چہرے سفید اور منافقین کے سیاہ ہو جائیں گے اور اِن دونوں گروہوں کے افراد ایک دوسرے سے الگ پہچانے جائیں گے۔ پھر لوگ اِسی حالت پر رہیں گے، یہاں تک کہ آدمی کوئی چیز خریدے گا تو اُس سے پوچھا جائے گا کہ یہ تم نے کس سے خریدی ہے۔ چنانچہ وہ کہے گا: نشان زدہ لوگوں میں سے ایک شخص سے۔

۱۔ قیامت کی جو دس نشانیاں پیچھے بیان ہوئی ہیں، اُن میں ایک جانور کے نکلنے کا ذکر بھی ہوا ہے۔ اِس سے کیا مراد ہے؟ اِس کی وضاحت ہم اِس سے پہلے کر چکے ہیں۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اُسی کی تفصیل ہے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اِسی طرح دکھایا گیا کہ ایک جانور زمین سے نکلا ہے اور اُس نے لوگوں کی ناک کو گود کر اُس پر نشان لگا دیا ہے۔ چنانچہ لوگ اِسی نشان کے حوالے سے اُنھیں الگ پہچانتے اور اِسی کا حوالہ دے کر اُن کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ یہ بالکل اُسی طرح ہے، جیسے یوسف علیہ السلام کے زنداں میں اُن کے ایک ساتھی نے دیکھا کہ اُس کے سر پر روٹیاں ہیں اور اُنھیں پرندے کھا رہے ہیں۔ رؤیا میں حقائق بالعموم اِسی طریقے سے ممثل کیے جاتے ہیں۔ مدعا غالباً یہ تھا کہ اِس جانور کا نکلنا خود مسلمانوں کی جماعت میں مومنین اور منافقین کے درمیان فرق کا باعث بن جائے گا۔ ایمان والے خوشی اور مسرت سے نہال ہوں گے کہ اُن کے پیغمبر کی پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہو گئی اور منافقین کے چہرے اِس صورت حال کو دیکھ کر اپنے انجام کے خوف سے سیاہ پڑ رہے ہوں گے۔ گویا 'يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ' کا منظر اُس زمانے کے لوگ اِس دنیا میں بھی کسی

حد تک دیکھ لیں گے۔ عالمی سطح پر مذہب اور مذہبی فکر کا سیاسی غلبہ ختم ہو جانے کے بعد جو دور الحاد اب شروع ہوا ہے، اُس میں مسلمانوں کے اندر یہ منافقین اب ہم ہر گھر میں دیکھ سکتے ہیں۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۲۲۳۰۸ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے متابعات اِن مراجع میں نقل ہوئے ہیں: مسند ابن جعد، رقم ۲۹۱۹۔ اشراط الساعۃ، عبد الملک بن حبیب، رقم ۲۲۔ اخبار اصبہان، ابو نعیم ۲/ ۸۸۔

۲۔ بعض طرق، مثلاً مسند ابن جعد، رقم ۲۹۱۹ میں 'يَغْمُرُونَ' کے بجاے 'يُعَمَّرُونَ' کا لفظ آیا ہے۔

۳۔ بعض طرق، مثلاً اشراط الساعۃ، عبد الملک بن حبیب، رقم ۲۲ میں یہاں 'فَيَقُولُ' کے بجاے 'فَيُقَالُ لَهُ' کے الفاظ ہیں۔

۴۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند ابن جعد، رقم ۲۹۱۹ میں یہاں 'الْمُخَطَّمِينَ' کے بجاے 'الْمُخَرْطَمِينَ' کا لفظ آیا ہے۔

۵۔ اشراط الساعۃ، عبد الملک بن حبیب، رقم ۲۲۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

ــــ ۲ ــــ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:[۱] «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ [مِنْ مَغْرِبِهَا[۲]] وَرَآهَا النَّاسُ، آمَنُوا [كُلُّهُمْ[۳]] أَجْمَعُونَ، وَذَلِكَ حِينَ ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾»

[الأنعام: ١٥٨].

وَعَنْهُ قَالَ:[٢] قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ».

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہو گی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ پھر جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور لوگ اُسے دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔ تاہم یہ وہ وقت ہو گا، جب کسی ایسے شخص کو اُس کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا، جو پہلے ایمان نہ لایا ہو[١] یا اپنے ایمان میں اُس نے کوئی بھلائی نہ کمائی ہو[٢]۔

اِنھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی، اللہ اُس کی توبہ کو قبول کر لے گا[٣]۔

۱۔ اِس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہلت انسان کو اِس دنیا میں دے رکھی ہے، یہ اُس کے خاتمے کا اعلان ہو گا۔ چنانچہ ایمان والے اُن لوگوں کی بے بسی اِسی دنیا میں دیکھیں گے، جو اِس سے پہلے پیغمبروں کی دعوت کا انکار کرتے رہے تھے۔

۲۔ یعنی ایمان لا کر اپنے علم و عمل میں اُس کے تقاضوں کو کسی حد تک پورا نہ کیا ہو۔ اِس طرح کا ایمان، قرآن سے بھی واضح ہے کہ کسی کے لیے نافع نہ ہو سکے گا، اِلّا یہ کہ اللہ ہی اپنے قانون کے مطابق کسی کے لیے عفو و درگذر کا کوئی فیصلہ فرما دے۔

۳۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ ابتلا کا قانون اُسی وقت تک جاری رہ سکتا ہے، جب تک پردہ نہ اُٹھ جائے۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا یہی پردہ اُٹھا دے گا، لہٰذا توبہ کا دروازہ بھی اُس کے بعد بند ہو جائے گا۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً مسند احمد، رقم ۸۱۳۸ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے متابعات اِن مصادر میں دیکھ لیے

جا سکتے ہیں: صحیفۂ ہمام بن منبہ، رقم ۲۵۔ احادیث اسماعیل بن جعفر، رقم ۲۸۵۔ اشراط الساعۃ، عبد الملک بن حبیب، رقم ۱۶۔ مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۷۶۔ مسند احمد، رقم ۷۱۶۱، ۸۸۵۰، ۹۱۷۲، ۱۰۸۵۹۔ صحیح بخاری، رقم ۴۶۳۵، ۴۶۳۶، ۶۵۰۶۔ صحیح مسلم، رقم ۱۵۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۶۸۔ سنن ابو داؤد، رقم ۴۳۱۲۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۱۱۳، ۱۱۱۱۲۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۶۰۸۵، ۶۵۱۷۔ مستخرج ابی عوانۃ، رقم ۳۱۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۸۳۸۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۲۱۔ التوحید، ابن مندہ، رقم ۲۹۔ السنن الواردۃ فی الفتن، دانی، رقم ۷۱۰۔

۲۔ صحیح مسلم، رقم ۱۵۷۔

۳۔ مسند احمد، رقم ۸۸۵۰۔

۴۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۹۵۰۹ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے متابعات اِن مراجع میں نقل ہوئے ہیں: تفسیر عبد الرزاق، رقم ۸۶۸۔ مسند احمد، رقم ۷۱۱۷، ۹۱۳۰، ۱۰۴۱۹۔ صحیح مسلم، رقم ۲۷۰۳۔ مسند الحارث، رقم ۱۰۷۷۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۱۱۵۔ معجم ابن اعرابی، رقم ۱۳۲۶، ۱۳۲۷۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۲۹۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۲۴، ۱۰۲۵۔ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، رقم ۱۹۳۴، ۱۹۳۵۔

— ۳ —

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، قَالَ:[1] قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ قِبَلِ مَغْرِبِ الشَّمْسِ بَابًا مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ، مَسِيرَةُ عَرْضِهِ[2] سَبْعُونَ [أَوْ أَرْبَعُونَ[3]] سَنَةً، [فَتَحَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلتَّوْبَةِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ[4]] فَلَا يَزَالُ ذٰلِكَ الْبَابُ مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهِ،[5] فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ نَحْوِهِ لَمْ تَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا» [وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا﴾

الآيَةَ.[6]]. [الأنعام: ١٥٨].

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج کے غروب ہونے کی سمت میں توبہ کا ایک کھلا ہوا دروازہ ہے، جس کی چوڑائی ستر سال یا فرمایا کہ چالیس سال میں طے ہونے والی مسافت ہے۔ توبہ کا یہ دروازہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کی تخلیق کے دن کھولا تھا اور یہ توبہ کے لیے کھلا رہے گا، یہاں تک کہ سورج مغرب کی اِسی سمت سے طلوع ہو جائے۔ سو جب وہ اُدھر سے طلوع ہو گا تو کسی ایسے شخص کو اُس کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں اُس نے کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔ یہی بات اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد میں بیان ہوئی ہے کہ ”جس دن تیرے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ظاہر ہو جائے گی[1]، اُس دن کسی ایسے شخص کو اُس کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا“ (الانعام ۶: ۱۵۸)۔

۱۔ یعنی اِس طرح کی کوئی نشانی ظاہر ہو جائے گی کہ اُس کے بعد کسی کے لیے کچھ کہنے کی گنجایش باقی نہ رہے گی۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً مسند ابن ابی شیبہ، رقم ۸۸۲ سے لیا گیا ہے۔ الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ اِس کے باقی طرق اِن مصادر میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: تفسیر عبد الرزاق، رقم ۸۷۷۔ مصنف عبد الرزاق، رقم ۷۹۵۔ مسند حمیدی، رقم ۹۰۵۔ التفسیر من سنن سعید بن منصور، رقم ۹۴۰۔ مسند احمد، رقم ۱۸۰۹۳، ۱۸۰۹۵، ۱۸۱۰۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۷۰۔ سنن ترمذی، رقم ۳۵۳۵، ۳۵۳۶۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۱۱۴۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۹۳۔ حدیث السراج، رقم ۲۷۱۰، ۲۷۱۱۔ معجم ابن اعرابی، رقم ۱۴۴۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۳۲۱۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۳۴۴۶۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۷۳۴۸، ۷۳۵۲، ۷۳۵۳، ۷۳۵۹، ۷۳۶۰، ۷۳۶۱، ۷۳۸۸۔ جزء الالف دینار، قطیعی، رقم ۹۲۔ سنن دار قطنی، رقم ۷۶۱۔ التوحید، ابن مندہ، رقم ۲۳۵۔ معرفۃ الصحابۃ، ابو نعیم، رقم ۳۸۲۰۔ امالی ابن بشران، رقم ۲۸۵۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۳۴۱۔

شعب الایمان، بیہقی، رقم ۶۶۷۴۔

۲۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۷۳۸۸ میں یہاں 'مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْهِ' کے الفاظ آئے ہیں۔

۳۔ مسند احمد، رقم ۱۸۰۹۵۔

۴۔ مسند احمد، رقم ۱۸۰۹۵۔

۵۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۸۰۹۳ میں یہاں 'لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهِ' کا اسلوب نقل ہوا ہے۔

۶۔ سنن ترمذی، رقم ۳۵۳۶۔

— ۴ —

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ:[1] قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ: «أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ[2] [الشَّمْسُ؟[3]]»، قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ العَرْشِ [عِنْدَ رَبِّهَا[4]]، فَتَسْتَأْذِنَ [رَبَّهَا فِي الرُّجُوعِ[5]] فَيُؤْذَنُ لَهَا، وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ، فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا [وَتَسْتَشْفِعَ وَتَطْلُبَ،[6]] يُقَالُ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ،[7] فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ [يٰس: ۳۸]».

وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ:[8] أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا: «أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَخِرُّ سَاجِدَةً، فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا: ارْتَفِعِي، ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَرْجِعُ

فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا، ثُمَّ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَخِرُّ سَاجِدَةً، وَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا: ارْتَفِعِي، ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا، ثُمَّ تَجْرِي لَا يَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ لَهَا: ارْتَفِعِي أَصْبِحِي طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ، فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا»، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَدْرُونَ مَتَى ذَاكُمْ؟ ذَاكَ حِينَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ [الأنعام: ١٥٨]».

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) سورج غروب ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر، کیا تمھیں معلوم ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ عرش کے نیچے اپنے رب کے پاس پہنچ کر سجدہ ریز ہوتا ہے۔ پھر اپنے رب سے لوٹ جانے کی اجازت مانگتا ہے تو اِس کو اجازت دی جاتی ہے[1]۔ وہ دن قریب ہے جب یہ (اپنے رب کو) سجدہ کرے گا تو اِس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور واپسی کے لیے اجازت طلب کرے گا، لیکن اِس کو اجازت نہیں ملے گی[2]۔ یہ سفارش چاہے گا اور درخواست کرے گا[3] تو اِس کو کہا جائے گا: جہاں سے آئے ہو، وہیں چلے جاؤ، چنانچہ (اُس دن) یہ اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہو گا۔ اِسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''سورج اپنے ایک مقرر راستے پر چلتا ہے۔ یہ خداے عزیز و علیم کا باندھا ہوا اندازہ ہے'' (یٰس ۳۸:۳۶)۔

اِنھی ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ہی

بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چلتا رہتا ہے، یہاں تک کہ عرش الٰہی کے نیچے اپنے مستقر پر پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتا اور اِسی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ اِس سے کہا جاتا ہے: اٹھو، جہاں سے آئے تھے، وہیں لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس لوٹتا اور اپنے مطلع سے طلوع ہو جاتا ہے۔ پھر چلتا ہوا عرش الٰہی کے نیچے اپنی جاے قرار پر پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور اِسی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ اِس سے کہا جاتا ہے: بلند ہو جاؤ، جہاں سے آئے تھے، وہیں لوٹ جاؤ، لہٰذا وہ واپس جاتا اور اپنے مطلع سے طلوع ہو جاتا ہے۔ پھر (ایک دن) یہ چلے گا، لوگ اِس میں معمول سے ہٹی ہوئی کوئی چیز نہیں پائیں گے، یہاں تک کہ یہ عرش الٰہی کے سایے میں اپنے اُسی مستقر پر پہنچے گا تو اِس سے کہا جائے گا: اُٹھو اور اپنے غروب ہونے کے مقام سے طلوع ہو جاؤ، سو (اُس دن) یہ اپنے مغرب سے طلوع ہو گا۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کب ہو گا؟ یہ اُس وقت ہو گا ''جب کسی ایسے شخص کو اُس کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں اُس نے کوئی بھلائی نہ کمائی ہو'' (الانعام ۶: ۱۵۸)۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ غالباً اِسی طرح رؤیا میں دکھایا گیا۔ دنیا جن سائنسی قوانین کے تحت چل رہی ہے، اُن کے پیچھے اصل حقیقت کیا ہے؟ یہ اُس کی تمثیل تھی اور مدعا یہ تھا کہ لوگ اِس تمثیل کے آئینے میں کائنات کے ظاہر کے ساتھ، اِس کے باطن کو بھی دیکھنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کریں۔

۲۔ سجدہ کی حقیقت مطیع و منقاد اور مسخر ہونا ہے۔ یہ تعبیر یہاں اُسی طرح کے مفہوم کے لیے اختیار کی گئی ہے جو زمین و آسمان کی ہر چیز، بلکہ اُن کے سایوں کے سجدے کے لیے قرآن میں ملحوظ ہے۔ یہ استدلال کی ایک خاص قسم ہے، جسے اشارات سے تعبیر کرنا چاہیے۔ اِس میں ذہن کو علامت سے حقیقت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے، چنانچہ سورۂ رعد (۱۳) کی آیت ۱۵ میں، جہاں سایوں کے سجدے کا ذکر ہوا ہے، وہاں اِسی حقیقت کے پیش نظر یہ تعبیر اختیار فرمائی اور اِس طرح گویا مخاطب کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھ لو، چیزوں کے سایے بھی رات بھر سجدے میں گرے رہتے ہیں، صبح کو آہستہ آہستہ سر اُٹھاتے اور زوال آفتاب کے بعد ایک مرتبہ پھر اُسی پروردگار کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس قانون کا سورج کروڑوں سال سے پابند رہا ہے، اُس دن وہ اُلٹ دیا جائے گا اور اُس کو پہلے سے مقرر راستے پر طلوع و غروب کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

۳۔ یعنی پریشانی کے عالم میں فرشتوں کی سفارش چاہے گا۔ یہ جس عالم کے حقائق ہیں، اُس کے بارے میں قرآن نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۴۴ میں متنبہ کیا ہے کہ اُس میں ہر چیز اپنے پروردگار کی تسبیح کرتی ہے، مگر تم اُس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ یہی معاملہ اِس سجدے اور سفارش کا بھی ہے۔ اِس طرح کی چیزوں کے زیادہ درپے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [بنی اسرائیل ۱۷: ۸۵]۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۳۱۹۹ سے لیا گیا ہے۔ متن کے کچھ اختلاف کے ساتھ ابوذر رضی اللہ عنہ کی اِس روایت کے باقی طرق اِن مصادر میں نقل ہوئے ہیں: مسند احمد، رقم ۲۱۴۵۹۔ صحیح بخاری، رقم ۴۸۰۲، ۷۴۲۴۔ صحیح مسلم، رقم ۱۵۹۔ سنن ترمذی، رقم ۲۱۸۶، ۳۲۲۷۔ مسند بزار، رقم ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۴۔ تعظیم قدر الصلاۃ، مروزی، رقم ۳۲۰۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۱۱۱، ۱۱۳۶۶۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳۔ شرح مشکل الآثار، طحاوی، رقم ۲۸۱۔ تفسیر ابن ابی حاتم، رقم ۸۱۴۳۔ معجم الصحابۃ، ابن قانع ۱/ ۱۳۵۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۱۵۳، ۶۱۵۴۔ جزء الالف دینار، قطیعی، رقم ۱۱۶۔ العظمۃ، ابو الشیخ اصبہانی ۴/ ۱۱۸۹۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵۔ التوحید، ابن مندہ، رقم ۲۶، ۲۸۔ معرفۃ الصحابۃ، ابو نعیم، رقم ۱۵۷۸۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ابو نعیم ۴/ ۲۱۶۔ الاسماء والصفات، بیہقی، رقم ۸۳۶۔

۲۔ بعض طرق، مثلاً السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۳۶۶ میں یہاں 'تَذْهَبُ' کے بجائے 'تَغْرُبُ' کا لفظ آیا ہے، جب کہ بعض روایتوں، مثلاً مسند بزار، رقم ۴۰۱۰ میں 'تَغِيبُ' کا لفظ ہے۔

۳۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۱۵۳۔

۴۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۱۲۔

۵۔ مسند بزار، رقم ۴۰۱۴۔

۶۔ صحیح ابن حبان ۶۱۵۴۔

۷۔ بعض روایتوں، مثلاً السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۳۶۶ میں یہاں 'اطْلُعِي مِنْ مَكَانِكِ' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

۸۔ صحیح مسلم، رقم ۱۵۹۔

آگ

— ۵ —

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ:[۱] قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَتَخْرُجُ [عَلَيْكُمْ[۲]] نَارٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ[۳] مِنْ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ، أَوْ مِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ[۴] النَّاسَ»، قَالُوا: فَبِمَ تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ».

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: قیامت سے پہلے تمھارے سامنے حضرموت یا فرمایا کہ حضرموت کے سمندر کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی[۱]۔ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول، (اُس وقت کے لیے) آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم شام چلے جانا[۲]۔

۱۔ قیامت کی دس نشانیوں میں عدن سے جس آگ کے نکلنے کا ذکر ہوا ہے، یہ اُسی کا بیان ہے۔ یہاں اِس کی جگہ حضرموت بتائی گئی ہے۔ یہ عدن کے مشرق میں سمندر کے قریب ایک وسیع علاقے کا نام ہے، لہٰذا محل وقوع کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ روایتوں کے مطابق یہ وقوع قیامت کی پہلی اور تمام نشانیوں میں آخری نشانی ہے، جس کے بعد وہ ہوا چلے گی جو لوگوں کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دے گی۔

۲۔ یہ اُس سے دور چلے جانے کی ہدایت ہے، جو آپ نے ایک علاقے کا نام لے کر مخاطبین کے لحاظ سے فرمائی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ آفت جیسی بھی ہمہ گیر ہو، انسان کو اُس سے بچنے کے لیے اپنی سی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

متن کے حواشی

۱۔اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۵۱۴۶ سے لیا گیا ہے۔اِس کے متابعات اِن مصادر میں نقل ہوئے ہیں: مشیخۃ ابن طہمان، رقم ۲۰۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۳۲۰۔ مسند احمد، رقم ۴۵۳۶، ۵۳۷۶، ۵۷۳۸، ۶۰۰۲۔ سنن ترمذی، رقم ۲۲۱۷۔ المعرفۃ والتاریخ، یعقوب فسوی ۳۰۲/۲۔ مسند بزار، رقم ۶۰۴۴۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۵۵۵۱۔ فوائد ابن دحیم، رقم ۶۷، ۸۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۷۳۰۵۔ فوائد ابن بشران، رقم ۷۰۶۔

۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۷۳۰۵۔

۳۔ بعض طرق، مثلاً المعرفۃ والتاریخ، یعقوب فسوی ۳۰۲/۲ میں یہاں 'قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ' کے بجائے 'فِي آخِرِ الزَّمَانِ' کے الفاظ آئے ہیں۔

۴۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند ابی یعلیٰ، رقم ۵۵۵۱ میں یہاں 'تَحْشُرُ' کے بجائے 'تَسُوقُ' کا لفظ آیا ہے۔

ـــ ٦ ـــ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:[1] «يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ، وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ، وَثَلَاثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُم حَيْثُ قَالُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا، وَتُمْسِي مَعَهُم حَيْثُ أَمْسَوْا».

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت سے پہلے) لوگوں کو تین طریقوں سے (اِسی دنیا میں) اکٹھا کیا جائے گا[1]: (کچھ) لوگ خوف و رجا

کے عالم میں ہوں گے اور دو لوگ ایک اونٹ پر سوار ہوں گے اور تین افراد ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر[2]۔ اور باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کر کے لائے گی، جہاں لوگ رات گزاریں گے، یہ آگ اُن کے ساتھ وہیں رات گزارے گی، جہاں وہ قیلولہ کریں گے، اُن کے ساتھ وہیں قیلولہ کرے گی، جہاں وہ صبح کریں گے، وہیں اُن کے ساتھ صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے، اُس وقت بھی اُن کے ساتھ ہی ہو گی[3]۔

۱۔ آگے جو کچھ بیان ہوا ہے، وہ اگر اِنھی طریقوں کی وضاحت ہے تو مدعا غالباً یہ ہو گا کہ کچھ لوگ خوف و رجا کے عالم میں پیدل چل رہے ہوں گے، کچھ سواریوں پر ہوں گے، خواہ دس لوگوں کو ایک ہی اونٹ میسر ہو سکے اور زیادہ وہ ہوں گے، جنھیں آگ ہانکے گی، وہ خود جمع ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

۲۔ آخری زمانے میں اونٹوں کے ذکر سے کسی کو تعجب نہ ہو۔ یہ رؤیا کے مشاہدات ہیں۔ اِن میں مستقبل کے واقعات اِسی طرح تمثیلات کی صورت میں دکھائے جاتے ہیں۔

۳۔ مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ اُن کا پیچھا کرے گی، یہاں تک کہ وہ اُس مقام تک پہنچ جائیں، جہاں اُن کے لیے قیامت کا صور پھونک دیا جائے گا۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح مسلم، رقم ۲۸۶۱ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔
اِس کے متابعات اِن مصادر میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: صحیح بخاری، رقم ۶۵۲۲۔ الاہوال، ابن ابی الدنیا، رقم ۲۳۵۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۲۰۸۵۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۲۲۲۳۔ صحیح ابن حبان، رقم ۷۳۳۶۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۵۱۰۷۔ البعث والنشور، بیہقی، رقم ۲۷۴۔ شعب الایمان، بیہقی، رقم ۳۵۳۔